

## ﴿عقیدہ توحید﴾

توحید کے لغوی معنی:

توحید کا لفظ وحدت سے بنا ہے اور وحد (و، ح، د) اس کا مادہ ہے۔ توحید کے لغوی معنی ہیں۔ ایک ماننا، ایک ٹھہرانا، یکتا دیکھنا۔

اصطلاحی معنی:

اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات، صفات اور صفات کے تقاضوں میں ”وحدہ لا شریک“ یعنی یکتا دیکھنا تسلیم کرنا۔ یہ بات بطور خاص ذہن نشین رہنی چاہئے کہ توحید اصل میں شرک کی نفی کا نام ہے۔ چنانچہ ”لا الہ الا اللہ“ ہر قسم کے شرک کی نفی پر مشتمل ہے جس میں ایک اللہ سبحانہ تعالیٰ کے سوا ہر چھوٹے بڑے معبود کی نفی کی گئی ہے۔

## ﴿مذاہب عالم میں تصور توحید﴾

دنیا میں چھوٹے بڑے بہت سے مذاہب پائے جاتے ہیں اور تقریباً ہر مذہب میں ایک ہی ہستی اعلیٰ کا تصور بھی موجود ہے۔ اسلام ایک دین کامل ہے چند الہامی عقائد پر اس کی بنیاد رکھی گئی ہے اس لئے رب قدوس صاحب جبروت کا قطعی اور واضح عقیدہ اس کی بنیاد ہے اس سے قبل کہ اسلامی نظریہ توحید پیش کیا جائے مناسب حال ہوگا کہ دنیا کے بڑے بڑے مذاہب میں پائے جانے والے الہیاتی تصور کو کسی قدر بیان کر دیا جائے اس سلسلہ میں ہندومت بدھ مت زرتشت اور کنفیوشس یہودیت عیسائیت کے تصور الہ کو اختصار سے بیان کیا جاتا ہے۔

ہندومت کا تصور الہ:

ہندومت کے نام سے اس وقت جو مذہبی تعلیمات پیش کی جاتی ہیں وہ دراصل حقیقی مذہب کی ایک تحریف شدہ شکل ہے جس میں انسانوں کے اپنے خیالات و تصورات کی فراوانی ہے۔ چونکہ انسانی ذہن عام طور پر محسوسات سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اس لیے اس کا تخلیق کردہ خدا بھی اسی قالب میں ڈھلا ہوتا ہے۔

عقائد و نظریات میں تضاد:

ہندومت کسی طے شدہ مقررہ عقائد عمل کا نام نہیں (The Discovery of India) کا مصنف پنڈت نہرو صفحہ ۳۷ پر لکھتا ہے۔ اعتقادی طور پر ہندو مذہب غیر معین مبہم اور مختلف پہلو رکھتا ہے۔ اس کی تعریف تقریباً ناممکن ہے اس میں اعلیٰ ترین عقائد سے لے کر ادنیٰ ترین عقائد شامل ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ جان کلارک لکھتا ہے۔ ”ہندومت کا کوئی ایک معین بانی نہیں جس نے کوئی بنیادی پیغام دیا ہو نہ زرتشت عیسیٰ اور محمد ﷺ کی طرح کوئی رہنما ہے (The Great religions of the Modern world)۔

ظاہر ہے کہ جس مذہب کی کوئی طے شدہ تعریف، مقررہ بانی اور معین عقائد نہ ہوں اس کے کسی ایک عقیدہ یا تعلیم پر یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا البتہ کثیر کتابوں کے مطالعہ سے جو بات زیادہ مناسب طور پر ثابت ہے۔ اس کے مطابق ہندومت میں دیوتا اور دیوی کثیر تعداد میں پائے جاتے ہیں۔



اتانیم ثلاثہ یعنی ستون کہلاتے ہیں یہ ستون الوہیت ہیں تین میں ایک اور ایک میں تین کی فلاسفی عقل و منطق کے بالکل برعکس ہے۔ بعض فرقوں کے نزدیک باپ بیٹا اور کنواری مریم یہ تینوں خدا کا مجموعہ ہیں۔ باپ بیٹا روح القدس مل کر خدا ہیں لیکن یہ تین خدا نہیں بلکہ خدا ایک ہی ہے۔ باپ سے مراد اللہ کی ذات ہے بیٹے سے مراد اللہ صفت کلام حضرت عیسیٰ اس صفت کا عملی ظہور ہیں یعنی وہ کلمہ اللہ ہونے کے ناطے خدا کے بیٹے ہیں اور روح القدس سے مراد باپ اور بیٹے کی باہمی محبت ہے۔

قرآن حکیم سے تردید:

حقیقت یہ ہے کہ موجودہ عیسائیت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقی تعلیمات ایک دوسرے کی ضد ہیں حضرت عیسیٰ کی اصل تعلیمات کو صرف آج تک قرآن حکیم نے محفوظ رکھا ہے ان کے اس غلط اور گمراہ کن شرکانہ عقیدہ تثلیث کی سختی سے تردید کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ“ (المائدہ-۱۷)

(یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے)

”لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَلَاثُ شُلُوكٍ“ (المائدہ-۷۳)

(یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جو کہتے ہیں کہ اللہ تین میں کا ایک ہے)

## ﴿توحید کی اقسام﴾

### ۱۔ توحید فی الذات:

اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنی ذات میں احد، واحد و یکتا ہے، کوئی اس کا سہم و شریک نہیں اور نہ ہی کوئی عدیل، کائنات کی کوئی (چیز) اس کی مانند نہیں ہے۔ نہ اُس کے ماں باپ ہیں اور نہ آگے اُس کی اولاد۔

### ۲۔ توحید فی الصفات

اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک اور ہر صفت کمال سے متصف ہے۔ وہ سمیع و بصیر ہے اسے ہر ذمہ کی چھپی چیز کا علم ہے۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اور وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ نفع و ضرر پر اُس کی ذات عالی کے سوا اور کوئی قادر ہے ہی نہیں:-

وَلَا يَمْلِكُونَ لِنَفْسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا نُشُورًا (الفرقان-۳)

یعنی خود اپنے نفع و نقصان کا کچھ اختیار نہیں اور نہ کبھی انہیں کسی کو مارنے، زندہ کرنے اور مردے کو اٹھا سکنے کا کچھ اختیار ہے۔

قرآن حکیم اللہ تعالیٰ جل شانہ کی بہت ساری صفات بیان ہوئی ہیں۔ ان پر ایمان لانا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کسی ایک صفت کا بھی انکار کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ان ذاتی صفات میں کوئی فرشتہ، جن اور انسان شریک نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی صفات میں حیات، سمیع، بصیر، کلام، علم، ارادہ اور



اپنے حاکمانہ جلال و جبروت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ ہی اس کا مستحق ہے کہ اسکے بندے سب سے زیادہ اسی سے ڈریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَالْحَيَاةَ الْآخِرَةَ“ (المائدہ-۳۳) (تم انسانوں سے خوف نہ کھاؤ اور صرف اس سے ڈرو) صرف اللہ ہی سے مدد و استعانت:

زندگی کے ہر موڑ پر مدد و رہنمائی صرف اللہ ہی سے حاصل کی جائے:-

”إِلَّاكَ تَعَصُّدُ وَإِلَيْكَ تَسْتَعِينُ“ (الفاتحہ-۴)

(ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد و استعانت چاہتے ہیں)

توکل اور اعتماد کے قابل صرف اللہ ہی ہے:

”هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ“ (التوبہ-۵۱)

(اور وہ اللہ ہی ہمارا آقا اور کارساز ہے۔ اور بس اسی اللہ پر اہل ایمان کو بھروسہ کرنا چاہیے)

غریبہ عقیدہ توحید اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ نیک اعمال اختیار کئے جائیں اور برے اعمال سے بچا جائے۔ کیونکہ قرآن حکیم کے مطابق نجات و ظہار دارین ایمان و اعمال صالحہ پر موقوف ہیں۔

﴿توحید کے انسانی شخصیت و کردار پر اثرات﴾

۱۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

عقیدہ توحید ایک ایسے ماحول کو جنم دیتا ہے جو نیکی کے لئے سازگار اور برائیوں کے لئے موت کا پیغام ہے۔ اس میں نیکیاں بھٹی بھٹی ہیں اور برائیاں دب جاتی ہیں۔ چونکہ نیکی کی تلقین اور برائی سے روکنے کے لئے اس امت کو مبعوث کیا گیا ہے اس لئے اس فیض کی تکمیل کی بنا پر اسے سب سے بہتر امت کے لقب سے نوازا گیا:-

”كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلْعَالَمِينَ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ“ (البقرہ-۱۱۰)

۲۔ انسانی عظمت و فضیلت:

عقیدہ توحید انسان کو اس کے مرتبہ و مقام سے آگاہ کرتا ہے۔ اس طرح اُسے اپنے اشرف المخلوقات ہونے کا احساس ہو جاتا ہے۔ عقیدہ توحید انسان کو ذلت و مسکنت سے نکال کر مقام فضیلت پر فائز کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

”وَهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ“ (الاعراف-۱۳۰)

(اور اس نے تم کو مخلوقات عالم پر فضیلت اور بزرگی دی ہے)

۳۔ اخوت و اتحاد:

کلمہ توحید ”إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ پڑھنے والا خواہ وہ مشرق کا ہو یا مغرب کا۔ کالا ہو یا گورا مسلمانوں کا بھائی بن جاتا ہے۔ اس طرح عقیدہ توحید تمام عالم انسانوں کو بالعموم اور مسلمانوں کو بالخصوص اخوت، اتحاد و برادری چارے کی لڑی میں پرو دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:-



راحت آرام کو وہ اللہ کی طرف سے سمجھتا ہے۔ اس لئے مصیبت و پریشانی کے وقت جزع فزع بھی نہیں کرتا اور اللہ کی رحمت سے مایوس بھی نہیں ہوتا بلکہ صبر و برداشت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اس نظریہ سے اُسے روحانی سکون اور قلبی اطمینان حاصل ہوتا ہے:-

”اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَتَذَكَّرُ ۖ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ“ (رعد- ۲۸) (اللہ کی یاد سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے)

## ۱۱۔ وسعتِ نظر:

اللہ تعالیٰ شانہ کو زمین و آسمان کا مالک ماننے والا شخص رنگ و نسل اور ذات پات کی حد بندیوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اس میں وسعتِ نظر پیدا ہو جاتی ہے وہ قوم و نسل، علاقے اور وطن کے بتوں کو توڑ کر تمام لوگوں کو خدا کا جانتا ہے اور تمام لوگوں کو ایک ہی اصل کی مختلف شاخیں قرار دیتا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے سب کو عملی مثال پیش فرمائی۔ اپنے غلام زید بن حارثہ کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن قریش زادی زینب بنت جحش سے کروادیا۔

## ۱۲۔ امنِ عالم اور عالمگیر معاشرہ کی تشکیل:

ہر کلمہ پڑھنے والا مسلمان مشرق مغرب شمال جنوب میں رہنے والے دوسرے مومن کو اپنا دینی بھائی سمجھتا ہے۔ اس طرح ایک عالمگیر معاشرہ وجود میں آتا ہے اور چونکہ عقیدہ توحید دلوں سے نفرت، کدورت اور دشمنی کا قلع قمع کرتا ہے۔ محبت و شفقت اور اخوت کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ جس سے دنیا انسانیت میں امن و آشتی کی فضا قائم ہوتی ہے۔



## شُرک کا لغوی مفہوم:

لفظ شرک کا مادہ ش، ر، ک ہے۔ یہ شُرُک یَشْرُک شُرُکاً سے ثلاثی مجرد باب فِعْل یَفْعَل (سَمِعَ یَسْمَعُ) کا مصدر ہے اس کا معنی ہے حصہ، حصہ دار ہونا۔

## شُرک کا اصطلاحی مفہوم:

خدا کی ذات یا صفات، یا حقوق یا اختیارات میں یعنی خدا کی خدائی میں کسی دوسری ہستی کو شریک کرنا۔ شرک کرنے والا مشرک کہلاتا ہے۔ مشرک بظاہر اللہ تعالیٰ کی ہستی کا انکار نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کو حقیقت میں تسلیم کرتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ دوسری ہستیوں کو شریک کر کے تمام اختیارات ان کے سپرد کر دیتا ہے۔ بتوں کی، خیالی ہستیوں کی فلفظ نظریات اور تصورات کی وہ ایسی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہے جیسی خداوند تعالیٰ کی کرنی چاہئے۔ یہ خدا کے شریک اس کے بزرگوں کے یا خود اس کے اپنے گھرے ہوئے ہیں۔ کافر کی طرح وہ بھی درحقیقت ہدایت الہی کا انکار کرتا ہے اصل بات یہ ہے کہ آخری اہمیت اس کے نزدیک اللہ کی نہیں۔ غیر اللہ کی ہے تو وہ مشرک ہے۔ خواہ وہ بظاہر اللہ کو تسلیم کرتا ہے اور چند عبادات کرتا ہے۔ کافر کی طرح مشرک کی بھی خیر نہیں ہے اور اس کا ٹھکانا بھی دوزخ ہوگا۔ کفر کے مقابلہ میں شرک ایک چھپی ہوئی چیز ہے۔ اس لیے نقصانات سے بچنے کے لئے اس کی حقیقت سے واقف ہونا ضروری ہے۔



## ﴿شُرک کی اقسام﴾

شُرک کی کئی اقسام اور صورتیں ہیں:-

۱۔ شُرک فی الذات: ذات میں شُرک یہ ہے کہ جو ہر الوہیت (اللہ تعالیٰ کی ذات) میں کسی کو حصہ دار قرار دیا جائے مثلاً عیسائیوں کا عقیدہ تثلیث، مشرکین عرب کا فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دینا، مجوسی یا پارسیوں کا نیکی اور بدی کے دو الگ الگ خدا ماننا، جنہیں وہ یزدان اور اہرمن کہتے ہیں۔ ہندوؤں کے یہاں تو خداؤں کی تعداد لاکھوں کروڑوں تک جا پہنچی ہے۔ اور دوسرے مشرکین کا اپنے دیوتاؤں اور دیویوں کو اور اپنے شاہی خاندانوں کو خداؤں کی جنس قرار دینا۔ یہ سارے نظریات غلط اور باطل ہیں اور یہ سب شُرک فی الذات ہیں۔ کیونکہ قرآن کہتا ہے:-

”لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ“ (الشوریٰ-۱۱) (کہ اُس جیسا کوئی نہیں ہے)

۲۔ شُرک فی الصفات: صفات میں شُرک یہ ہے کہ خدا کی صفات جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں۔ ویسا ہی اُن کو یا ان میں سے کسی صفت کو کسی دوسرے کے لیے قرار دینا ان میں غیر اللہ کو شریک کرنا، شُرک ہے خواہ وہ غیر اللہ انسان ہو، زندہ یا مردہ، جن ہو، فرشتے ہوں تخیلاتی ہستی ہو یا تصوراتی اور نظریاتی، مثلاً کسی کے متعلق یہ سمجھنا کہ اس پر غیب کی ساری حقیقتیں روشن ہیں، یا وہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے یا وہ تمام نقائص اور کمزوریوں سے منزہ اور بالکل بے خطا ہے۔

پھر اس دوسری قسم (شُرک فی الصفات) کی کئی شکلیں ہیں:

(الف) شُرک فی العلم: علم کی وہ صفت جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے، اس میں کسی دوسری ہستی کو شریک کرنا شُرک ہے۔ جیسے کسی ولی، شہید، امام پیر یا بزرگ کے متعلق یہ یقین کرنا کہ وہ بھی غیب کا علم رکھتا ہے۔ وہ بھی کائنات میں ذرہ ذرہ سے باخبر ہے۔ یہ سب شُرک ہے۔ ارشاد الہی ہے:

”وَعِنْدَهُ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ“ (الانعام-۵۹)

(اور غیب کی کنجیاں تو اُس کے پاس ہیں، اس کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا)

”لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ“ (الشوریٰ-۱۲) (آسمانوں اور زمین کا چابیاں تو صرف اس کے پاس ہیں)

حتیٰ کہ نبی بھی مطلق علم غیب نہیں جانتا چنانچہ ارشاد پانی ہے:

”قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبِ“ (الانعام-۵۰)

(اے نبی! میں کہتا ہوں یہ نہیں کہتا تمہارے لیے اللہ کے خزانے میں اور نہ ہی میں علم غیب جانتا ہوں)

(ب) شُرک فی القدرت: اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق پر قدرت حاصل ہے۔ اس کے متعلق سمجھنا کہ وہ کسی غیر اللہ، ولی، شہید، امام یا بزرگ کو بھی حاصل ہے۔ یہ بھی شُرک ہے۔ مثلاً یہ سمجھنا کہ فلاں بزرگ مردہ زندہ کر سکتا ہے، وہ بھی اولاد دے سکتا ہے، رزق میں اضافہ کر سکتا ہے، نفع یا نقصان پہنچا سکتا ہے۔ وہ بھی لوگوں کی دعائیں سنتا



ہے، وہ بھی لوگوں کے گناہ بخشوا سکتا ہے۔ ان تمام امور کو ماننا شرک فی القدرت میں داخل ہے۔ کیونکہ یہ تمام کام اللہ کی قدرت کے علاوہ کسی اور کی قدرت میں نہیں ہیں۔ درج ذیل ارشادات الہی پر غور فرمائیں:-  
 ”تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“ (الملک-۱) (بابرکت ہیوہ جس کے

قبضہ میں تمام سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے)

”يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يُهَبِّ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاءً وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الدُّكُورَ“

أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاءً وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيماً إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ“ (الشوریٰ-۵۰، ۴۹)

(اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جیسے چاہتا ہے بیٹیاں ہی بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے ہی بیٹے عطا کر دیتا ہے یا بیٹے اور بیٹیاں دونوں عطا کر دیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہی علیم بھی ہے اور قدیر بھی)

”إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَفِيدُوا مِنْهُ ضَعْفَ الطَّالِبِ وَالْمُطْلُوبِ“ (الحج-۷۳)

(جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ ایک مکھی تک کو پیدا نہیں کر سکتے خواہ وہ سارے مل کر کوشش کریں، پیدا کرنا تو درکنار) اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو وہ اس سے چھڑا تک نہیں سکتے (خدا کے علاوہ دوسروں سے) مانگنے والا کمزور ہے اور جس سے مانگا جا رہا وہ بھی کمزور ہے)

”يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ“ (الشوریٰ-۱۲)

(وہی رزق میں اضافہ کرتا ہے، جس کے لیے چاہتا ہے)

”وَأَنْ يَمْسَكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ“ (الانعام-۱۷)

(اور اگر اللہ تمہیں نقصان پہنچائے تو اس کے سوا کوئی دوسرا نہیں بچا سکتا)

”وَأَنْ يُرْذِكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ“ (یونس-۱۰۷)

(اور اگر وہی تمہیں بھلائی عطا کرنا چاہے تو کوئی دوسرا اسے روک نہیں سکتا)

”لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ“ (الرعد-۱۳)

(اُسی کو پکارنا برحق ہے، رہیں وہ دوسری ہستیاں جنہیں، اللہ کو چھوڑ کر، یہ لوگ پکارتے ہیں، وہ ان کی دعاؤں کا کوئی جواب نہیں دے سکتیں)

”لَا يَمْلِكُونَ لَنَا نَفْسَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا“ (الفرقان-۳)

(یہ دوسری ہستیاں تو خود اپنے لیے بھی کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتیں)

”مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ“ (البقرہ-۲۵۵)

(کسی کی مجال ہے جو اس کے حضور اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش کر سکتے)



”وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقَّبَ لِحُكْمِهِ“ (الرعد-۴۱)

(اور اللہ حکمرانی کر رہا ہے، کوئی اس کے فیصلوں پر نظر ثانی کرنے والا نہیں)

(ج) شرک فی الحاکمیت (اختیارات میں شرک): اپنے بندوں پر حکم چلانا اور قانون نافذ کرنا صرف اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے۔ اگر کوئی انسان یہ کہتا ہے کہ فلاں شخص یا اشخاص بھی یہ اختیار رکھتے ہیں، وہ بھی حکم نافذ کر سکتے ہیں۔ تو وہ شرک فی الحاکمیت یا اختیارات میں شرک کا مرتکب ہوتا ہے۔ مثلاً کسی پیر کے بتائے ہوئے وظیفہ کو یا حکم کو نماز کے برابر درجہ دینا، یا کسی حاکم کے ایسے قانون کو تسلیم کرنا جو قرآن و سنت کے خلاف ہو۔

نیز حلال و حرام اور جائز و ناجائز کی حدود مقرر کرنا اور انسانی زندگی کے لیے قانون و شرع تجویز کرنا۔ یہ سب خداوندی کے مخصوص اختیارات ہیں جن میں سے کسی کو غیر اللہ کے لیے تسلیم کرنا شرک ہے۔

”لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ“ (الاعراف-۵۴)

(مخلوق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی اسی کا چلے گا)

”وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ“ (آل عمران-۸۵)

(اور جو کوئی اللہ کی اطاعت کے علاوہ کوئی اور نظام زندگی اختیار کرنا چاہے۔ اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ ہوگا)

اور وہ آخرت میں ناکام و نامراد ہوگا۔)

”وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذَّلِيلِ“ (بنی اسرائیل-۱۱۱)

(نہ کوئی بادشاہی میں اس کا کوئی شریک ہے۔ اور نہ وہ عاجز ہے کہ اس کا کوئی پشتیبان ہو)

۳۔ شرک فی الحقوق: حقوق میں شرک یہ ہے کہ خدا ہونے کی حیثیت سے بندوں پر خدا کے جو مخصوص حقوق ہیں وہ یا ان میں سے کوئی حق خدا کے سوا کسی اور کے لیے مانا جائے۔ مثلاً رکوع و سجود دست بستہ قیام، سلامی و آستانہ بوسی، شکر نعمت یا اعتراف برتری کے لیے نذر و نیاز اور قربانی، قضائے حاجات اور رفع مشکلات کے لیے، مصائب و مشکلات میں مدد کے لیے پکارا جانا اور ایسی ہی پرستش و تعظیم و تمجید کی دوسری تمام صورتیں اللہ کے مخصوص حقوق میں سے ہیں، اسی طرح ایسا محبوب ہونا کہ اس کی محبت پر دوسری تمام محبتیں قربان کی جائیں، اور ایسا مستحق تقویٰ و خشیت ہونا کہ غیب و شہادت میں اس کی ناراضی اور اس کے حکم کی خلاف ورزی سے ڈرا جائے، یہ بھی صرف اللہ کا حق ہے۔ اور یہ بھی اللہ ہی کا حق ہے کہ اس کی غیر مشروط اطاعت کی جائے، اور اس کی ہدایت کو صحیح اور غلط کا معیار مانا جائے، اور کسی ایسی اطاعت کا حلقہ اپنی گردن میں نہ ڈالا جائے جو اللہ کی اطاعت سے آزاد ایک مستقل اطاعت ہو اور جس کے حکم کے لیے اللہ کے حکم کی سند نہ ہو۔ ان میں سے جو حق بھی دوسرے کو دیا جائے گا، وہ اللہ کا شریک ٹھہرے گا۔ خواہ اس کو خدائی ناموں میں کوئی نام دیا جائے یا نہ دیا جائے (تفہیم القرآن از امولانا مودودی)

”قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيكُمْ مِنْهَا“ (الانعام-۶۴)

(کہو اللہ ہی تمہیں نجات دلاتا ہے)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”ایک شخص مکھی کی وجہ سے جنت میں جا پہنچا اور دوسرا شخص اسی کی وجہ سے جہنم میں چلا گیا۔ صحابہؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ! یہ کیسے؟ حضور ﷺ نے فرمایا دو شخص چلتے چلتے ایک قبیلہ کے پاس سے گزرے اور اس قبیلہ کا بہت بڑا بت تھا۔ وہاں سے کوئی شخص چڑھا دیا چڑھائے بغیر نہ گزر سکتا تھا۔ چنانچہ ان



میں سے ایک کو کہا گیا کہ تمہیں یہ عمل ضرور کرنا ہوگا اگرچہ ایک کبھی پکڑ کر ہی اس بت کے نام پر ذبح کر دو۔ اس مسافر نے ایک کبھی پکڑ کر اُس کے نام پر قربان کر دی اور انہوں نے اُس کو جانے دیا۔ تو یہ شخص اس کبھی کو غیر اللہ کے نام پر قربان کرنے کی وجہ سے جہنم میں چلا گیا۔ دوسرے شخص سے کہنے لگے کہ تم بھی کسی چیز کا چڑھاؤ چڑھاؤ تو اس اللہ کے بندے نے جواب دیا کہ غیر اللہ کے نام پر تو میں کوئی چڑھاؤ نہیں چڑھا سکتا۔ یہ جواب سنتے ہی انہوں نے اُس مرد مجاہد کو شہید کر دیا۔ تو یہ سیدہ جنت میں جا پہنچا۔ (رواہ احمد بحوالہ ترجمان السنہ)

آیات قرآنی میں اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کی مذمت کی ہے وہ عرب کے مشرکین تھے اور ان کا قصور یہ تھا کہ وہ صحیح سالم اولاد پیدا ہونے کے لیے تو خدا ہی سے دعا مانگتے تھے۔ مگر جب بچہ پیدا ہو جاتا تھا تو اس کے اس عطیے میں دوسروں کو شکر یہ کا حصہ دار بنالیتے تھے بلاشبہ یہ حالت بھی بہت بری تھی۔ لیکن اب جو شرک ہم تو حید کے دعوے کے ساتھ کر رہے ہیں وہ اس سے بھی بدتر ہے۔ یہ ظالم تو اولاد بھی غیروں ہی سے مانگتے ہیں۔ حمل کے زمانہ میں منتیں بھی غیروں ہی کے نام کی مانتے ہیں اور بچہ پیدا ہونے کے بعد نیاز بھی انہی کے آستانوں پر چڑھاتے ہیں۔ اس پر بھی مستزاد یہ کہتے ہیں کہ ”زمانہ جاہلیت کے عرب تو مشرک تھے“ اور یہ موحد ہیں اُن کے لیے جہنم واجب تھی اور ان کے لیے نجات کی گارنٹی ہے۔ اُن کی گمراہیوں پر تنقید کی زبانیں تیز ہیں مگر ان کی گمراہیوں پر کوئی تنقید کر بیٹھے تو مذہبی درباروں میں بے چینی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ اسی حالت کا مرثیہ مولانا حالی مرحوم نے اپنی مسدس میں کیا ہے۔

جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر  
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر  
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں  
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھا میں  
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں  
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

کرے غیر، مگر بت کی پوجا تو کافر  
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر  
مگر مؤمن پر کشادہ ہیں راہیں  
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں  
مزاروں میں جا جا کے نذریں چڑھائیں  
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے  
شرک کی اصل جہالت ہے۔

شرک کی بنیاد جہالت پر ہے، یہ خواہشات نفس کے زور پر پروان چڑھتا ہے۔ آباء پرستی پر اپنے عقائد کی عمارت کھڑی کرتا ہے۔ غلو، عقیدت، پیروں اور علماء سو کی بے قید پیروی، بتوں کے دیو مالائی گورکھ دھندوں، جنوں اور فرشتوں کی پوجا، ستارہ پرستی، قیافہ شناسی، فال گیری، جنتر منتر، جادو، اور تعویذ گنڈوں کے توہماتی طلسم کے ذریعہ انسانی ذہن کو ماؤف کر کے اپنا تخت اقتدار بچھاتا ہے۔ شرک کا عقل کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ سراسر جہالت ہے۔ دنیا میں گمراہی اور ضلالت کی جتنی قسمیں بھی پائی جاتی ہیں وہ سب شرک کی پیداوار ہیں، تاریخ میں جبر و ظلم کی جتنی داستانیں رقم ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں، اُن سب کا ماخذ منبع شرک ہے۔ انسان کی تذلیل و توہین کے آج تک جتنے طریقے ایجاد ہوئے ہیں ان سب کا سرچشمہ شرک ہے۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی زمین پر اپنا نائب اور خلیفہ مقرر کیا۔ اس کی اس بڑائی اور عظمت کا تمام تر راز صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی اور غلامی میں مضمر تھا۔ مگر ابلیس نے انسان کو خدا کے بجائے درختوں، پتھروں، جنوں، فرشتوں،